



سوال

میرا خاوند مندرجہ ذیل کام کرتا ہے: میرے گھر میں صرف ہفتہ میں دو دن آتا ہے اور وہ بھی عشاء کے بہت ہی دیر بعد اور فجر سے قبل واپس چلا جاتا ہے، اپنی پہلی بیوی کو روزانہ کام پر اور اس کے بچوں کو سکول لے جاتا ہے، اور مجھے اکیلا چھوڑتا ہے میں خود ہی کام پر بھی جاتی ہوں اور بچوں کو بھی سکول چھوڑتی ہوں، اور ڈیوٹی ختم ہونے پر بھی وہ ایسے ہی کرتا ہے۔ پہلی بیوی کے گھر میں جانا اور وہاں لیٹ رہتا ہے اور جب کچھ کرنے کو باقی نہیں رہتا تو میرے گھر میں رات کو دیر سے داخل ہوتا ہے، میرے اور میری اولاد کے لیے اس نے کوئی دن خاص دن مقرر نہیں کیا، اس کا خیال ہے کہ جب وہ میرے پاس رات کو آتا ہے تو پھر اس کے لیے جائز ہے کہ وہ دن کو جو مرضی کرتا رہے چاہے وہ دوسرے گھر چلا جائے۔ وہ ہر رمضان پہلی بیوی کے ساتھ مسجد میں گزارتا ہے، اس کا صرف ایک ہی عذر ہے کہ میں اس کی پہلی بیوی سے متعلق نہیں ہوں تو اس وجہ سے اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو وہ مناسب سمجھے گا وہی کرے گا، ان حالات کی وجہ سے ہمارے درمیان بہت سی مشکلات اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے میں طلاق لینا چاہتی ہوں اور یہ کہ مجھ پر ظلم ہو رہا ہے، اور ان حالات میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی، اس لیے کہ میرا خاوند صحیح طور پر اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں کھاتا جو اسے باور کرائے کہ اس کا ایسا کرنا غلط ہے اور اسے روز قیامت حساب بھی دینا ہے، اور لگتا نہیں کہ اس میں کچھ تبدیلی پیدا ہو جو کہ مجھے قبول نہیں؟

جواب

بہم قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے چار شاعورتوں سے بیک وقت شادی کرنا مباح کیا ہے، جس میں بہت سی عظیم مصلحتیں ہیں، لیکن یہ جگہ ان کی تفصیل بیان کرنے کی نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو مردوں پر بھی نہیں چھوڑ دیا کہ وہ اپنی رغبت اور خواہش سے جو مرضی کرتے رہیں۔

بلکہ اس مسئلہ کو کچھ شروط و قیود کے ساتھ مقید کیا ہے کہ تاکہ تعدد نکاح کا بلند اور اعلیٰ مقصود حاصل ہو سکے۔

اور آپ جس مشکل سے دوچار ہیں وہ انہی قیود اور ضوابط اور حقوق کے نقص کی بنا پر پیدا ہوئی ہے، جو کہ تقسیم کے حق سے خالی ہونے کی بنا پر ہے کہ اس نے آپ کی کو حق تقسیم نہیں دیا، جبکہ مرد پر واجب اور ضروری ہے کہ اپنی بیویوں کے درمیان رات اور دن کی تقسیم میں بھی عدل کرے۔

تو خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین دن اور راتیں برابری کے ساتھ تقسیم کرے، اور اس کے یہ جائز نہیں کہ وہ تقسیم کے بعد ان میں سے کسی ایک کو زیادہ وقت دے اور اس کے پاس رات گزارنے یا اس کے پاس ٹھرنے کے لیے اسے خاص کر لے۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دوسری اس پر راضی ہو کہ اس کے پاس زیادہ رہ لیا کرو، لیکن رضامندی کے بغیر مطلقاً ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے ساتھ لچھے اور احسن انداز میں بود و باش اختیار کرو النساء (19)۔

اور اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کو زیادہ وقت دینا اور دوسری کو کم حسن معاشرت میں سے نہیں، اس موضوع کے بارہ میں ہم آپ کے سامنے کچھ علماء کرام کے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے یہ موضوع اور واضح ہوگا:

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس پر دلالت کرتی ہے اور مسلمان علماء کرام بھی اسی پر ہیں کہ مرد اپنی بیویوں کے درمیان دن اور راتوں کی تعداد کو تقسیم کرے، اور اس پر



ضروری اور واجب ہے کہ وہ اس تقسیم میں عدل و انصاف سے کام لے۔ اہدیحکین کتاب الام للشافعی (158/5)۔

اور ایک دوسری جگہ پر کچھ اس طرح کہتے ہیں :

میرے علم میں نہیں کہ کسی نے بھی اس کی مخالفت کی ہو کہ مرد کو اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم اور ان کے درمیان عدل کرنا چاہیے۔ اہ کتاب الام (280/5)۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اگر مرد کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ آزاد عورتیں ہیں تو ان کے درمیان تقسیم میں برابری کرنا واجب ہے چاہے وہ بیویاں مسلمان ہوں یا پھر کتانی، اور اگر وہ تقسیم میں برابری اور انصاف کو ترک کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی معصیت کا ارتکاب کیا ہے، اور اس پر واجب ہے کہ وہ مظلوم بیوی کا حق ادا کرنے کے لیے قضا کرے۔

الوہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی کی طرف مائل ہو تو روز قیامت اس حالت میں آئے گا کہ اس کی ایک جانب مائل ہوگی) سنن ابوداؤد (242/2) سنن ترمذی (13/

447) سنن ابن ماجہ (633/1)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بلوغ المرام (310/3) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارواء الغلیل (80/7) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس میلان سے میلان فعل ہے، کیونکہ جب وہ تقسیم میں برابری اور عدل کرتا ہے تو میلان قلب کا مواخذہ نہیں ہوگا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

تم سے یہ تو کبھی نہیں ہو سکے گا کہ تم اپنی تمام بیویوں ہر طرح عدل کرو، گو تم کتنی بھی خواہش اور کوشش کر لو اس لیے بالکل ہی ایک کی طرف مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو معلن کر کے چھوڑ دو۔

اس کا معنی یہ ہے کہ :

تم جو کچھ دلوں میں ہے اس کے بارہ میں تو انصاف نہیں کر سکتے، تو تم بالکل ہی ایک طرف مائل نہ ہو جاؤ، یعنی تم اپنے افعال اور خواہش کے پیچھے نہ چل نکلو۔۔۔ اہدیحکین شرح السنۃ للبخاری (151-150/9)۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خاوند پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرے، اور سنن اربعہ میں الوہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس کی دو بیویاں ہوں۔۔۔)

اس پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ ان کے مابین تقسیم میں عدل و انصاف سے کام لے تو اگر ایک کے پاس ایک رات یا دو یا تین راتیں بسر کرتا ہے تو دوسری کے پاس بھی اتنی ہی راتیں بسر کریں اور کسی ایک کو بھی دوسری پر تقسیم میں فضیلت نہ دے اہدیحکین مجموع الفتاویٰ (269/32)۔



اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

بیویوں کے مابین تقسیم میں برابری اور عدل و انصاف کرنے کے بارہ میں ہمیں اہل علم کے مابین کسی اختلاف کا علم نہیں، اور اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے :

اور ان عورتوں کے ساتھ لچھے احسن انداز میں بود باش اختیار کرو، اور معروف میلان کے ساتھ نہیں۔ اھدیکھیں المغنی لابن قدامہ (138/8)۔

تو اس بنا پر آپ کا خاوند جو کچھ کر رہا ہے وہ تقسیم میں عدل و انصاف اور برابری نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی عظیم معصیت اور نافرمانی ہے، اور اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند نہیں فرماتا، اور نہ ہی وہ ظالموں سے محبت کرتا ہے، اور رہا یہ مسئلہ کہ اس کا خیال ہے کہ جو آپ کے لیے دن مقرر ہے اس میں دوسری بیوی کے پاس جانا جائز ہے تو اس کا یہ خیال اور گمان بھی غلط ہے۔

شیخ منصور بھوٹی کا کہنا ہے کہ :

اور خاوند پر یہ حرام ہے کہ وہ کسی ایک کی مقرر کردہ رات میں یا دن میں دوسری بیوی کے پاس جائے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو پھر جاسکتا ہے۔

دیکھیں الروض المربع شرح زاد المستقنع (449/6)۔

اور اس کا یہ عذر پیش کرنا کہ آپ اس کی پہلی بیوی سے متفق نہیں، یہ ایک اور غلطی کا ارتکاب ہے، جس کا حل یہ نہیں کہ دوسرے پر ظلم کیا جائے، بلکہ آپ کے خاوند پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ کو حل کرنے کے لیے شرعی اوامر پر عمل کرے، نہ کہ جو کچھ اس کے ذہن میں آتا اور جو وہ مناسب سمجھتا ہے اس پر عمل کرنا پھرے۔

پھر ہم یہ کہیں گے کہ اسے ایسا کرنے کیا حاصل ہوا؟ کیا یہ مشکل حل ہوگئی یا کہ اس کی مشکلات میں اضافہ اور وہ مشکل بھی اور پیشتہ اور کی ہوگئی؟

اور آپ کے طلاق کے مطالبہ کے بارہ میں ہم یہ گزارش کریں گے کہ آپ کا اس پر صبر کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے خاوند کی لچھے اور احسن انداز میں اصلاح کرنا بہتر اور بھلا ہے، آپ کے علم میں ہے کہ طلاق تو سب سے آخری حل ہے، اور پر اس طلاق پر بہت سے مفاسد بھی مرتب ہوتے ہیں۔

اس لیے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ اسے کثرت سے نصیحت کریں اور اللہ تعالیٰ کی یاد دلائیں اور یہ باور کرانیں کہ یہ دنیا فانی ہے عنقریب وہ کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو وہ اس ظلم اور زیادتی کا اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دے گا؟

اور اسی طرح آپ اسے اس بھی خوفزدہ کریں کہ اگر وہ ایسا ہی کرتا رہا تو ہو سکتا ہے آپ سے طلاق کا مطالبہ کردوں، شاید اس سے ہی وہ سمجھ جائے اور اس کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کا خوف آجائے اور وہ یہ سمجھے کہ آپ اس طرح کے حالات کو برداشت نہیں کر سکتیں جو کہ عقلاً اور شرعاً دونوں لحاظ سے جائز نہیں، اور آپ کے لیے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ اپنے خاندان یا پھر خاوند کے خاندان کے کچھ عقل مند اور اصلاح پسند لوگوں کو اپنے اس معاملہ میں شامل کرتے ہوئے ان سے تعاون کی درخواست کریں کہ وہ اس سے بات کریں۔

اور آپ پر ضروری ہے کہ صبر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا بھی کرتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نوازے اور اس فعل سے اسے باز رہنے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور آپ یہ کہنا کہ لگتا نہیں کہ اس میں کچھ تبدیلی آئے، یہ تو صرف آپ کا خیال ہے، کتنے ہی ظالم اور فاسق قسم کے لوگ بلکہ کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا اور وہ اپنے ان اعمال اور افعال سے باز گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمادی، اور اصل بات تو یہ ہے کہ دل اللہ و رحمن کی انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہے اسے گھما دے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے خاوند کو ہدایت سے نوازے اور آپ دونوں کے مابین خیر و بھلائی پیدا کرے اور آپ کو اس کی توفیق دے۔



والله اعلم.

الاسلام سوال و جواب

20455